هُو العزیز

ردّ الروافض

۱۳۲۲ھ

مؤلفہٗ

جناب حافظ محمد عبدالشکور صاحب جبلپوری

۱۹۰۵ء

(۲۵۰) جلد — دفعہ اول

قیصری پریس الہ آباد میں باہتمام منشی محمد فصیح الدین چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوالات منجانب اہل تشیع

کتاب ہدایۃ المسلمین مطبوعہ ۱۲۷۰ھ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ صفحہ ۳۷ عبارت تفسیر درمنثور

۱- اخرج الخطیب فی رواۃ مالک عن ابی سلیمان الجرجانی سئل مالک بن انس عن وطی الحلال فی الدبر فقال لی ساعۃ غسلت راسی منہ یعنی کہا خطیب نے مالک کے راویوں سے ابی سلیمان جرجانی سے سوال کیا گیا مالک بن انس سے وطی فی الدبر سے اپنی حلال عورت سے جواب دیا مالک بن انس نے مجھکو ایکساعت ہوئی ہے کہ نہایا ہوں ادمی سے یعنی وطی فی الدبر کر کے۔

۲- اخرج ابن الجریر فی کتاب النکاح من طریق وہب عن مالک انہ مباح یر ترجمہ کہا ہے ابن جریر نے کتاب نکاح میں وہب کے طریقہ سے حسب الحکم کہ تحقیق وہ مباح ہے یعنی وطی فی الدبر منکوحہ سے۔

۳- الخروج الخطیب فی رواۃ مالک عن نافع عن ابن عمر فی قولہ تعالیٰ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم قال ان شاء فی قبلہا وان شاء فی دبرہا- کہا ہے خطیب نے مالک کے راویوں سے مالک نے نافع سے اور نافع نے ابن عمر سے بیچ اس آیت نساءکم حرث لکم انی شئتم کی تفسیر میں- کہا ابن عمر نے اگر چاہے وطی کرے قبل عورت سے یا چاہے تو وطی کرے اوسکی دبر سے-

۴- سئل مالک عن دخول الدبر قال اغتسلت الان من ہذا الفعل- کہا ہے ابن جریر نے سوال کیا گیا مالک سے دخول فی الدبر کے بارے میں کہا مالک نے کہ غسل کیا ہے میں نے ابھی اسی فعل سے-

۵- اخرج طحاوی والحاکم فی مناقب الشافعی والخطیب عن محمد بن عبداللہ ابن عبدالحکم ان الشافعی سئل عنہ فقال باصح عن النبی فی تحلیلہ ولا تحریمہ والقیاس انہ حلال- طحاوی اور حاکم نے شافعی کے مناقب میں اور خطیب نے محمد بن عبداللہ ابن عبدالحکم کی روایت سے کہا ہے کہ تحقیق شافعی سے

سوال کیا گیا وطی فی الدبر کا جواب دیا شافعی نے کہ نہیں صحت پہونچی ہے بیچ حلال ہونے وطی فی الدبر مین اور نہ بیچ حرام ہونے اوس کے کے اور قیاس یہہ ہے کہ تحقیق وہ حلال ہے۔

۶۔ اخرج ابن جریر عن ابی ملیکہ انہ سئل عن اتیان المراۃ فی الدبر فقال قد اردتہ من جاریۃ بی البارحۃ فاعتاص علی ما سبقت مدہن۔ کہا ہے ابن جریر نے ابی ملیکہ سے تحقیق ابی ملیکہ سوال کیا گیا دخول فی الدبر عورتون کے پس کہا اوس ملیکہ نے تحقیق ارادہ کیا تہا مین نے دخول فی الدبر کا اپنی لونڈی سے ہتی میرے لئے وہ ایک قلعہ دشوار ہوگیا کام مجہپر پس مدد لی مین نے چکنائی سے۔

(صفحہ ۲۷ عبارت تفسیر کبیر فخر رازی بیچ شرح آیۃ حرمت علیکم امہاتکم)

۷۔ قول فخر رازی المسئلۃ الثالثۃ قال ابو حنیفہ اذا تزوج الرجل بام و دخل بہا لا یلزمہ الحد وقال شافعی یلزمہ۔ کہا ابو حنیفہ نے وقتیکہ زوجہ بنالے آدمی اپنی مان کو اور مجامعت کرے اوسکے ساتہہ تو نہین لازم ہے اوس آدمی کے واسطے کوئی سزا اور کہا شافعی نے کہ لازم آتی ہے اوسپر سزا۔

۸۔ قال ابو حنیفہ المخلوقۃ من ماء الزانی وقال شافعی انہا لیست بہا فوجب ان لا تحرم کہا ابو حنیفہ نے کہ جو پیدا لڑکی زنا کرنیوالے کے نطفہ سے ہووہ اوس زنا کرنے والے پر حرام ہے اور کہا شافعی نے تحقیق کہ وہی زنا سے پیدا شدہ نہین ہے بیٹی زانی کی۔ پس واجب ہے یہ کہ نہ حرام ہو وہ لڑکی اپنے زانی باپ سے۔"

(نقل مطابق اصل)

جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰة والسلام علی خیر المرسلین وعلی آلہا و اصحابہا اجمعین **اما بعد** خاکسار **محمد عبد الشکور** عفی عنہ ملتمس ہے کہ فی الحال بعض اہل اثنا عشری نے گمنام اشتہار لکھکر اس شہر جبلپور مین جابجا چسپان کیے جسمین غلط الزام **جواز دخول فی الدبر** کا سُنیّون پر لگایا ہے اور اوسپر مستزاد یہہ ہے کہ اپنی طرف سے عبارت عربی لکھکر اہل سُنن کی کتابونکا حوالہ دیا ہے ہرچند مثل بعض علما کے مین نے بھی (جواب جاہلان باشد خموشی) پر عمل کرنا چاہا کیونکہ یہہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ دنیا مین شیعہ وسُنّی کے جھگڑے عرصہ دراز سے پہیلے ہوئے ہین اور خوب خوب تصنیفین ہوچکی ہین **منہاج السنتہ**۔ مصنّفہ ابن تیمیہ۔ **تحفہ اثنا عشری** **تحفۃ المومنین** مصنّفہ مولوی حاجی محمد زمانخان صاحب الہ آبادی ودیگر **فتاویٰ** حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے معرکتہ الآرا حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کی قابل دید کتابین ہین۔ اور زمانہ حال کے بڑے مصنّف مولوی سید مہدی علی صاحب محسن الملک۔ جواب سکرٹری علیگڈہ کالج کے ہین۔ مولوی صاحب ممدوح پہلے امامیہ مذہب کے بہت بڑے مجتہد مسلم الثبوت تہے اور بعد کمال فضل اور اپنی اعلی التحقیق سے سُنّی ہوگئے اونکی تصنیف **آیات بیّنات** جنکی چند جلدین طبع ہوکر شایع ہوچکی ہین۔ جناب ممدوح نے اونہین کی کتابون اور اونہین کے دلایل سے تردید مذہب۔ وعقائد ومسائل کی اونکی کی ہے۔ قابل دید ہے ہر ہر سطر اور ہر ہر جملہ اوسکا بجلئے خود ایک کوہ ہے بارک اللہ لنا ولہ۔ ایسی تصنیفون کے بعد سکوت بہتر تہا اور جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل افضل تہا۔ مگر اکثر احباب کی زبردستی سے مجبور ہوکر قلم برداشتہ چند دلائل عقلیہ ونقلیہ کے ساتھہ جواب اس بہتان عظیم کا لکھتا ہون۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ۔

واضح ہو کہ جب انسان وطی کی خواہش کرتا ہے تو تین حال سے خالی نہین۔ یا اجرائے نسل کی غرض سے یا محض رفع خواہش نفسانی کیوجہ سے۔ یا دونون منظور ہوتا ہے۔ اور وطی فی الدبر مین یہہ تینون غرضین مفقود ہین۔ **اوّل**۔ اسلئے کہ وہ مقام مقام علوق نطفہ نہین ہے کہ جس سے اجرائے نسل متصور ہو اور دوسری غرض بہی معدوم ہے اسوجہ سے کہ اسمین فقط مرد کو حظ ہوگا اور رفع خواہش نفسانی ہوگی اور عورت اس سے محروم رہیگی بلکہ بجائے حظ اوسکو اذیت و تکلیف ہوگی۔ اور تیسری غرض بہی مفقود ہے۔ اسوجہ سے کہ انتفائی شقین اولین کا مستلزم ہے انتفائی شق ثالث کو۔

دوسرے یہہ کہ وطی سے طبیعت کو خوشی اور فرحت حاصل ہوتی ہے اور وطی فی الدبر مین موطوبہ کا عیش یقینی منغض ہوجاتا ہے۔ اور ہرگز وہ اس فعل کو بطیب خاطر منظور نہین کرتی۔ اور واطی کا بہی عیش ناقص و منکدر ہوجاتا ہے۔ اسلئے کہ وہ مقام مستقذر و گندہ تر ہے و قذورات امعا کا مخرج ہے اور وطی کیوقت خروج قذورات کا ہوگا۔ اسوجہ سے واطی کا عیش بہی منغض ہوگا اور اوسکی طبیعت اس فعل کو مستکرہ سمجھکر متنفر ہوگی۔

تیسرے یہہ کہ خداوند عالم نے نساءکم حرث لکم بیان فرمایا ہے۔ یعنی عورتین تمہارے لئے کہیتی ہین جسطرح کہیت مین بیج ڈالنے سے غلہ پیدا ہوتا ہے ایطرح سے تمہاری عورتین تمہارے لئے کہیت ہین کہ جب تم بیج نطفہ کا ڈالوگے اور رحم اوسکو قبول کریگا تو اولاد پیدا ہوگی اور دبر مقام حرث نہین ہے۔ بلکہ دبر مقام فرث و فضلات معدے کے نکلنے کا راستہ ہے کہ جب انسان غذا کہاتا ہے اور اوس سے فضلات پیدا ہوتے ہین تو اسی راہ سے نکلتے ہین۔ اور اطلاق حرث کا نہین ہوسکتا تا وقتیکہ اوس سے پیداوار ہو اور کلام ربانی افصح الکلام ہے اگر اوس سے وطی فی الدبر مراد ہو تو اطلاق حرث کا فصاحت سے خارج ہوگا۔ وہو باطل عند الفریقین۔

چوتھے یہہ دلیل کہ جسکو عقلی و نقلی دونون کہہ سکتے ہین کہ قوم لوط اسی فعل حرام کی مرتکب ہوئی تہی اور بعد تہدید بسیار کے عذاب نازل ہوا اور تمام قوم ہلاک کردیگئی۔ پس اگر وطی فی الدبر جایز ہوتا تو ہرگز خدا عذاب نازل نکرتا۔ ناظرین قوم لوط کا قصہ قرآن مجید مین ملاحظہ فرمائین۔ اور اس دلیل سے یہہ بہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نساءکم حرث لکم سے ہرگز وطی فی الدبر مراد نہین کیونکہ کسی فعل پر ایک قوم پر عذاب نازل کرکے دوسری قوم کو اوسیکی ہدایت کرنا یہہ خدا کی شان

و انصاف سے بعید ہے۔

پس ان دلایل عقلیہ سے بوضاحت وکما حقہ ثابت ہوگیا کہ وطی فی الدبر بیشک فعل حرام اور نہایت ہی برا ہے۔

قبل بیان کرنے دلیل نقلی لازم تہا کہ اس مذہب کے دلائل وکتابین وراویونکی کیفیت ظاہر کیجاتی تاکہ ناظرین کو اس مذہب کی حقیقت وکتابونکی ماہیت وراویونکی کیفیت معلوم ہوتی مگر بخوف طوالت فی الحال اس مقام پر ترک کیا جاتا ہے آیندہ موقع پر انشاء اللہ بالتصریح لکھا جائیگا

دلائل نقلی

ابوداؤد مین ہریرہ سے مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملعون من اتی امرءۃ فی دبرہا۔ یعنی کہا ابوہریرہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص عورت کی دبر مین جماع کریگا وہ ملعون ہے۔ اور **نووی** مین ہے۔ واتفق العلماء الذین یعتد بہم علی تحریم وطی المرءۃ فی دبرہا حایضا کانت او طاہرا لاحادیث کثیرۃ مشہورۃ یعنی جو علماء اسلام کے رکن ہین اون لوگون نے اتفاق کیا ہے عورت کی دبر مین وطی کرنیکی حرمت پر عورت حایضہ رہے یا طاہرہ۔ بوجہ احادیث کثیرہ مشہورہ کے۔ اور **قبقاب** مین ہے۔ واخرج عبد بن حمید عن قتادۃ قال سئل طاؤس عن اتیان النساء فی ادبارہن فقال ذالک کفر ما بدء بہ قوم لوط ذالک اتوا النساء فی ادبارہن واتوا الرجال الرجال۔ یعنی کسی نے طاؤس سے وطی فی الدبر کا مسئلہ پوچہا فرمایا کہ یہہ کفر ہے قوم لوط کی ابتدا یہی ہتی کہ عورتونکے دبر مین جماع کرتے رفتہ رفتہ مرد مرد سے مبتلا ہوئے۔ اور **مسوی** شرح موطا مین مذکور ہے۔ اما الاتیان فی الدبر فحرام فمن فعلہ جاہلا بتحریمہ نہی فان عاد عزر۔ یعنی وطی فی الدبر حرام ہے اور جو شخص بوجہ عدم علم اس فعل کا مرتکب ہوگا منع کیا جائیگا اگر باز رہنے پر بہی نہ مانے تو تعزیر کیا جائے گا۔

ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ دلیل عقلی ونقلی سے حرمت وطی فی الدبر ثابت ہوئی۔ اب ناظرین ومخالفین مجوزین وطی فی الدبر کو یقین ہوگیا ہوگا کہ بیشک یہہ فعل عند اللہ وعند الرسول وعند العقل حرام ومستکرہ ہے باوجود ایسے دلائل بینہ کے اگر مخالفین نہ مانین تو بجز ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ کے اور کیا کہا جاے۔ اب عبارت مسئولہ کا جواب بہی سن لینا چاہیے۔

نمبر ۱۔ قولہ واخرج الخطیب فی رواۃ مالک الخ **نمبر ۲**۔ واخرج ابن الجریر فی کتاب النکاح الخ

ان دونون حدیثونکا جواب چند وجہ سے ہے۔ **اول** یہہ کہ مالک دو شخص ہین۔ اور جریر بہی دو شخص ہین

جیساکہ کتب جال مین مذکور ہے کہ ابن جریر دو شخص ہین۔ ایک محمد بن جریر بن رستم آملی شیعی ہے کتاب الایضاح اور مسترشد فی الامامیہ اسی کی تصنیف ہے۔ **دوسرے** محمد بن جریر بن غالب طبری ابو جعفر صاحب تفسیر اور تاریخ کبیر۔ اور یہہ علماء اہلسنت والجماعۃ سے ہین۔ اور مالک بہی دو شخص ہین ایک شیعی کہ دخول ادبار اور متعۃ النساء کو حلال جانتا ہے۔ دوسرے مالک سنی کہ ان دونون فعلونکو حرام اور موجب حد یا تعزیر بتارہے ہین۔ اسیوجہ سے صاحب درمنثور کو اشتباہ ہوگیا ہو اور ابن جریر اور مالک کی روایتونکو جو شیعی ہین اپنی کتاب مین درج کیا ہو۔ درمنثور ایسی کتاب نہین ہے کہ جسقدر حدیثین اسمین مذکور ہین کل صحیح ہون اسواسطے کہ صاحب درمنثور نے جب تفسیر لکہنے کا قصد کیا تو بطور بیاض احادیث فراہم کین اور قصد کیا کہ بوقت نظر ثانی بعد تنقید و تنقیح کے احادیث ضعاف اور موضوعات کو تفسیر سے خارج کردینگے مگر موقع نے ہاتہہ نہ دیا اسوجہ سے اوس کتاب مین احادیث ضعاف و موضوعات رہ گئین۔ اور **قبقاب** مین لکہا ہے کہ صاحب جامع الاصول افادہ فرماتے ہین کہ خطیب نے شریف مرتضی برادر رضی نے احادیث شیعہ روایت کین کہ بعد جمع اور تالیف اونمین نظر ثانی کرے کہ ان حدیثونکی کچہہ اصل ہے یا نہین لیکن قلت فرصت و کوتاہی عمر نے فرصت نہ دی اور یہہ مدعائے دلی بر نہ آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کتاب مین حدیثین عموماً قابل استدلال و احتجاج نہین ہین بعض روایت شیعہ بہی اسکے اندر درج ہین۔ اسکے علاوہ اگر تسلیم کیا کہ کسی عالم یا مجتہد کا خیال پہلے اسطرف گیا مگر پہر فوراً جب اسکو تحقیق ہوئی تو اوسنے اعتراف کیا۔ ہملوگون کے یہان عالم یا مجتہد یا مفسر یا محدث معصوم نہین تسلیم کیا گیا ہے بلکہ وہ بشر ہے۔ دیکہو کتنے بڑے بڑے اکابرین صحابہ اجلہ وغیرہ وغیرہ گذرے ہین کہ قبل بعثت آنحضرت کے وہ اور اونکے اجداد بت پرست تہے خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حال کیا تہا لیکن فوراً رائے بلٹی جب اونکو تحقیق ہوگیا۔ لڑکا جبتک اوائل کی کتابین پڑہتا ہے اوسوقت تک اوسکی رائے اپنی نہین ہوتی۔ جیسے جیسے لیاقت بڑہی تحقیق بڑہی یہانتک کہ وہ محقق ہوگیا۔ ممکن ہان کر ہم کہہ سکتے ہین کہ کسی مجتہد کی رائے بدلی ہو اور ایسا وا ہمہ ہوا ہو تو ضرور اعتراف کیا کیونکہ سوا خطیب کے اور راوی اسکا نظر نہین آتا۔ **تیسرے** یہہ کہ علی العموم اقوال مفسرین کو محدثین اور الفاظ احادیث پر ترجیح نہین ہے اور نہ ہمارا مذہب اقوال مفسرین پر ہے۔ **چوتھے** یہہ کہ امام مالک سے روایت اسکے خلاف وارد ہے۔ فرمایا ہے کہ جنلوگون نے میری نسبت یہہ مسئلہ بیان کیا ہے اونسے مجہپر جہوٹ باندہا۔ چنانچہ **قسطلانی** شرح بخاری مین مذکور ہے۔ لکن روی الخطیب عن مالک من طریق

اسرائیل بن روح قال سألت مالکا عن ذالک فقال ما انتم الا قوم عرب ہل یکون الحرث الا فی موضع الزرع

لا تعدوا الفرج قلت یا ابا عبد اللہ انہم یقولون انک تقول ذالک قال یکذبون علی۔ ترجمہ لیکن

روایت کیا خطیب نے مالک سے اسرائیل بن روح کے طریق سے کہا کہ پوچھا مین نے امام مالک سے وطی فی الدبر کے

مسئلہ کو پس فرمایا کہ نہین ہو تم مگر قوم عرب یعنی (مرد بے زن) کہیت کا اطلاق نہین ہوتا ہے مگر جہان

بیج ڈالا جاتا ہے تجاوز نہ کرو فرج سے یعنی فرج کے سوا دوسرے مقام مین وطی نہ کرو کہا مین نے کہ یا ابو عبد اللہ

لوگ کہتے ہین کہ آپ اسکو جایز کہتے ہین امام مالک نے فرمایا کہ مجھپر لوگون نے جہوٹ باندہا ہے" **قسطلانی**

مین دوسری روایت بہی امام مالک سے حرمت وطی فی الدبر مین وارد ہے۔ نقل عن ابن وہب انہ

قال سألت مالکا فقلت حکوا عنک انک تراہ قال معاذ اللہ وتلی نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم و

قال لا یکون الحرث الا موضع الزرع۔ **ترجمہ** نقل کیا گیا ابن وہب سے یہہ کہ اوس نے پوچھا امام مالک سے

پس کہا کہ لوگ بیان کرتے ہین کہ آپ وطی فی الدبر کو جایز کہتے ہین کہا امام مالک نے معاذ اللہ اور

پڑہا نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم۔ اور کہا کہ لفظ کہیت کا نہین بولا جاتا مگر اوس مقام پر جہان بیج ڈالا جاتا ہے

اور مالکیہ بیان کرتے ہین کہ ہرگز ہمارے مذہب مین وطی فی الدبر جایز نہین اور جن لوگون نے امام مالک سے

اسکو روایت کیا ہے اونہون نے امام مالک پر جہوٹ باندہا ہے۔ علاوہ اسکے **موطا** خود امام مالک کی

تصنیف ہے جسمین صاف صاف **حرمت** موجود ہے۔ پس امام مالک پر الزام لگانا بیجا و افترا محض ہے۔

پانچوین یہہ کہ بفرض محال اگر تسلیم بہی کیا جاوے کہ یہہ دونون روایتین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ہین

تو بہی مدعی کا مخالف حاصل نہین۔ اس لیئے کہ یہہ مسئلہ مسلمہ عند الفریقین ہے کہ جب ایک شخص سے دو حدیثین

متخالف المعنی مروی ہون تو حدیث من حیث الاسناد صحیح ہوتی ہے وہی قابل استدلال و احتجاج

ہوتی ہے اور جو حدیث مشتبہ الاسناد والرواۃ ہوتی ہے وہ متروک ہوتی ہے اور یہہ ظاہر ہے

کہ حدیث اول جس سے ثبوت وطی فی الدبر ہے وہ مشتبہ الاسناد والرواۃ ہے اور حدیث ثانی صحیح

الاسناد اسلیئے حدیث اول متروک ہوئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ مذہب جواز وطی فی الدبر کا

باطل ہے اور مسئلہ وطی فی الدبر کا حرام ہے اور امام مالک ہرگز اس فعل قبیح کے قائل نہین ہذا مرامی۔

قولہ نمبر ۳۔ اخرج الخطیب فی رواۃ مالک نافع عن ابن عمر الخ اسجگہہ بہی وہی خطیب کی

روایت ہے اور وہی جواب کہ جو اوپر بیان ہوا۔ علاوہ ازین عبد اللہ ابن عمر سے اسکے خلاف

روایت آئی ہے اور تعجب کیا ہے کہ ایسا مسلمان کرتے ہین؟ اور حضرت عمر نے بعض آدمی کو

اس فعل کے کرنے پر مارا بھی ہے - اخرج عبدالرزاق و البیہقی فی شعب عن عکرمۃ ان عمر بن
الخطاب ضرب رجلا فی مثل ذلک - یعنی عکرمہ نے روایت کیا کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو مارا جو
وطی فی الدبر کو جائز کہتا تہا - و اخرج عن سعد بن یسار ابی الحباب قال قلت لابن عمر ما تقول
فی الجواری نحمض بہن قال و ما التحمیض فذکر الدبر فقال و ہل یفعل ذلک احد من المسلمین -
ترجمہ یعنی سعد بن یسار ابو حباب نے کہا عبداللہ بن عمر سے کہ آپ کیا فرماتے ہین اون جاریہ کے بارے مین
کہ تحمیض کرتے ہین ہم اون سے عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ کیا تحمیض ہے - سعد نے کہا کہ تحمیض اسکا نام ہے
کہ عورت کی دُبر مین وطی کرے - عبداللہ بن عمر نے تعجبانہ بیان فرمایا کہ آیا مسلمان بہی ایسا
کرتے ہین - اور دوسرے روایت مین عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کہ جسنے وطی دبر مین کی اوس نے لواطۃ
صغری کیا - اخرج عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و البیہقی عن عبداللہ بن عمر قال
الذی یاتی المرأۃ فی دبرہا ہی لواطۃ الصغری - یعنی عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ جس شخص نے عورت کی
دبر مین وطی کیا اوس نے لواطۃ صغری کیا - پس ان روایت مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عمر
ہرگز ہرگز اس فعل شنیع کو روا نہین کہتے تہے - اگر اس فعل کو جائز جانتے تو ہرگز اس امر پر ضرب فرماتے
پس معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر وطی فی الدبر کو حرام جانتے تہے اور اس فعل کے فاعل کی تعزیر کرتے تہے
اور اسکو لواطۃ صغری کہتے تہے - دوسرے یہہ کہ آیۂ کریمہ نساؤکم حرث لکم الخ کا شان نزول یہہ ہے
چند لوگ وطی فرج مین کرنا پُشت کی جانب سے بُرا جانتے تہے منجملہ اونکے انصار ہین کہ اونلوگونکی
عادت تہی فقط آگے کے جانب سے فرج مین جماع کرتے - اور پُشت کیجانب سے جماع کرنے کو خلاف
عادت کیوجہ سے بُرا جانتے تہے - دوسرے یہود تہے جو اپنے زعم مین سمجہتے تہے کہ فرج مین پُشت کیجانب سے
وطی کرنے مین اولاد احول یعنی کج چشم پیدا ہوتی ہے - چنانچہ یہہ دونون خبرین آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو پہونچین تب یہہ آیۂ کریمہ نساؤکم حرث لکم الخ نازل ہوئی یعنی عورتین تمہاری کہیت
ہین آؤ - اونکے پاس جسطرح سے چاہو یعنی جماع کرو اپنی بیویونکے ساتھ مضطجعا و مستلقیا و ادبارا -
اور اقسام جماع سے جس قسم سے چاہو - اور یہہ شان نزول فریقین کی کتابونمین موجود ہے - مسلم شریف
مین ہے عن ابن المنکدر سمع جابرا یقول کانت الیہود تقول اذا اتی الرجل امرأتہ من دبرہا فی قبلہا کان
الولد احول فنزلت نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم - یعنی جابر کہتے ہین کہ یہود کہتے تہے کہ مرد جب
پُشت کی جانب سے عورت کی فرج مین جماع کریگا تو اولاد احول پیدا ہوگی یعنی کج چشم - اور دوسری

روایت مین جابرؓ سے مروی ہے۔ کانت الانصار تاتی نساءہا مضاجعۃ وکانت قریش یشرح شرحا کثیرا فتزوج رجل من قریش امرءۃ من الانصار فاراد ان یاتیہا فقالت لا الا کما نفعل فاخبر بذلک النبیؐ فانزل اللہ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم قائما وقاعدا ومضطجعا بعد ان یکون فی صمام واحد یعنی حضرت جابرؓ نے روایت کیا کہ انصار کی عادت تہی کروٹ کے حالت مین جماع کرتے اور قریش شرح کے ساتہہ تیسیر الوصول مین ہے کہ شرح بجائے مہملہ وطی المرءۃ مستلقیۃ علی قفاہا (یعنی چت) پس نکاح کیا ایک قریش نے ایک عورت انصاریہ سے پس ارادہ کیا کہ آوے اوسکے پاس یعنی وطی کرے پس کہا عورت نے کہ نہین۔ مگر جس طرح سے ہم کرتے ہین یعنی کروٹ اوسیطرح تم بہی کرو۔ اور یہہ خبر آنحضرتؐ کو پہونچائی گئی۔ پس نازل کیا اللہ تعالی نے نساءکم حرث لکم الخ یعنی عورتین تمہاری کہیتی ہین آؤ اونکے پاس یعنی جماع کرو جسطرح چاہو کہڑے ہوکر۔ بیٹھکے۔ لیٹکے۔ مگر ایک سوراخ مین یعنی فرج مین۔ تیسرے یہہ کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فی کو معنی مین من کے استعمال کیا ہے اور فی کا معنی مین من کے استعمال کرنا شائع وذائع ہے اور اسی معنی کا انکار علماء شیعہ کو بہی نہین ہے ومن تردد فلیطالع تفاسیرہم۔ اور عبداللہ بن عمرؓ کی دوسری روایت جوائمہ ؑ وابہت کے مخالف ہے اوس سے بہی مفہوم ہوتا ہے ورنہ اونکی روایت مین تعارض واقع ہوگا۔ پس معنی حدیث کے یہہ ہونگے کہ آؤ اونکے پاس فرج مین آگے سے یا پیچہے سے فلا یثبت بہ مدعی المخالف۔ چوتہے یہہ کہ انی مشترک ہے این اور کیفما ومتی کے معنی مین مگر اس مقام متنازعہ فیہ مین متی اور کیف کے معنی مستقیم ودرست ہوتے ہین۔ اور این کے معنی غیر مستقیم۔ اور مین ہر ایک معنو نکی سند مین عبارت کتب شیعہ کی پیش کرونگا ایک عبارت بہی اپنے مذہب کے کتاب سے نہوگی۔ پہلے ابطلان استعمال انی کا معنی مین این کے سطر چیرہے کہ۔ اگر انی اس آیہ کریمہ مین معنی مین این کے مستعمل ہوئی تو معنی آیہ کریمہ کے یہہ ہونگے کہ جماع کرو اپنی عورتون سے جس جگہہ چاہو۔ کوٹہے پر خواہ چہت پر۔ خواہ دروازہ پر۔ خواہ چبوترہ پر خواہ بازار مین۔ خواہ دکان مین۔ اور یہہ معنی عند الفریقین باطل وناجائز ہین۔ کوئی اسکا قائل نہین۔ اگر کوئی کہے کہ مراد مکان سے جسم عورت ہے نہ عام مکان تو بہی گلوخلاصی ومدعابراری نہوگی بلکہ یہہ قول اسکا گلوگیر ہوجائیگا پس ہم کہینگے کہ اگر مراد مکان سے جسم عورت ہے تو خصوصیت قُبُل اور دُبُر کے ساتہہ کیون ہے جسم عورت مین مُنہہ بہی داخل ہے وطی فی الفم کے جواز کے بہی قائل ہوجیے۔ ورنہ مخصص بیان فرمائیے۔ فعلیک البیان۔ پس ثابت ہوا کہ اس آیہ کریمہ مین انی معنی مین این کے نہین لے سکتے اگر یہہ معنی مراد لین تو خصوصیت قبل اور دبر کے ساتہہ ترجیح بلا مرجح ہوگی۔ اگر عام جسم مراد ہو تو وطی فی الفم بہی آپکے مذہب پر لازم آئیگی۔ وہذان باطلان

بالاتفاق۔ پس باقی رہے دو معنی وہ دونون معنی یہان مستقیم ہوجاتے ہین اور کسیطرح کی قباحت لازم نہین آتی اور دونون معنونکی سند ہم کتب شیعہ سے پیش کرتے ہین اور اس معنی کے لینے مین کوئی حرج نہین۔ **مفاتیح** مین ہے انی شئتم معناہ متی شئتم من لیل ونہار۔ یعنی مفاتیح مین لکھا ہے کہ مطلب اس آیۂ کریمہ کا یہہ ہے کہ جماع کرو اپنی عورتون سے جسوقت چاہو رات کو یا دنکو۔ اور **صافی** مین امام صادق سے مروی ہے جو معتبر کتب شیعہ سے ہے۔ انی شئتم ای متی شئتم فی الفرج۔ یعنی انی شئتم کا یہہ مطلب ہے کہ اپنی عورتون سے فقط فرج مین جماع کرو جسوقت چاہو اور دوسری روایت مین ہے ای ساعۃ شئتم یعنی جسوقت چاہو اپنی بیویون سے جماع کرو۔ پس یہہ عبارتین کتب شیعہ کی باواز بلند پکار رہی ہین کہ انی اس آیہ مین معنی متی کے ہین۔ رہا یہہ امر کہ انی معنی مین کیف کے مستعمل ہے۔ اوسکو آپ اپنی کتابون سے ملاحظہ فرمایئے **منہج الصادقین** مین ہے انی شئتم ہر گونہ کہ خواہید خواہ روے زنان بجانب شما باشد یا بپشت یا غیر آن از ہیات جماع۔ یعنی منہج الصادقین مین لکھا ہے کہ اپنی بیویون کے ساتھہ جماع کرو جسطرح سے چاہو عورتونکا منہہ تمہاری طرف ہو یا اونکی پیٹھہ تمہاری طرف ہو یا اسکے سوا جماع کے اقسام سے اور **توضیح المجید** مین ہے انی شئتم۔ جسطرح سے چاہو مقاربت کرو خواہ از طرف رُو خواہ از طرف پشت یا غیر اسکے اشکال جماع سے انتہی۔ پس منکشف ہوگیا کہ مذہب مخالفین اس مقام پر انی معنی مین کیف کے مستعمل ہے نہ معنی مین این کے باوجود ایسی عبارت بینہ کے مخالف نہ مانے تو سوائے ہٹ دہرمی کے اور کیا کہا جائے۔

قولہ نمبر ۴۔ سئل مالک عن دخول الدبر الخ۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اس حدیث مین بھی مالک ہے اور مالک کی کیفیت اوپر بیان ہوئی۔ علاوہ اسکے اس حدیث مین بعد لفظ دخول کے نہ لفظ من ہے اور نہ لفظ فی ہے تو ہوسکتا ہے کہ دخول فی الدبر ہو یا دخول من الدبر ہو فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پس آپکی یہہ حدیث بھی بیکار ہوگئی۔

قولہ نمبر ۵۔ واخرج الطحاوی والحاکم فی مناقب الشافعی الخ۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو ابن ادریس دو شخص ہین یعنی ایک ابن ادریس شیعی جس سے امام محمد سے مناظرہ ہوا اور دوسرے ابن ادریس شافعی پس اسی اشتراک کنیت کیوجہ سے ناقلین کو مغالطہ ہوا اور بجائے ابن ادریس۔ لفظ شافعی ذکر کیا۔ اور حقیقت مین راوی اس حدیث کا ابن ادریس شیعی تھا۔ امام شافعی اسکو حرام کہتے ہین اور انکے خلاف روایت اونسے آئی ہے **قسطلانی** شرح بخاری مین ابو النصر بن صباغ کا قول منقول ہے

باللہ الذی لا الہ الا ہو لقد کذب ابن عبد الحکم علی الشافعی فی ذلک فان الشافعی نص علی تحریمہ فی ستۃ
کتاب من کتبہ یعنی کہا ابو نصر بن صباغ نے کہ قسم اوسکی کہ جسکے سوا دوسرا معبود نہین ہے بیشک جھوٹھ
باندہا ابن عبد الحکم نے شافعی پر اسبارہ مین اسلیئے کہ امام شافعی نے تصریح کر دیا ہے وطی فی الدبر کی
تحریم پر اپنی چھہ کتابونمین اور خود صاحب درمنثور نے بعد نقل اس قول کے حاکم کا یہہ قول بہی نقل کیا ہے ص ۲۶۷
قال الحاکم لعل الشافعی کان یقول ذلک فی القدیم واما فی الجدید فصرح بالتحریم ۱۲ جب امام شافعی کا
رجوع اور اس فعل کی تحریم کا قائل ہونا ثابت ہے تو یہہ سارے اقوال و مناظرے پیش کرنا بناء فاسد
علی الفاسد ثبت العرش ثم النقش - اور سنئے واخرج الشافعی فی الام من طریق خزیمۃ ابن
ثابت ان سائلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اتیان النساء فی ادبارہن فقال صلی اللہ
علیہ وسلم حلال او قال لا باس فلما ولی دعی فقال کیف قلت أمن دبرہا فی قبلہا فنعم ام من دبرہا
فی دبرہا فلا ان اللہ لا یستحی من الحق لا تاتوا النساء فی ادبارہن - یعنی امام شافعی نے کتاب ام مین
خزیمہ بن ثابت کے طریق پر اخراج کیا ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کا
مسئلہ پوچھا - پس آپنے فرمایا حلال ہے - یا فرمایا کہ مضایقہ نہین - پس جب سائل واپس ہوا آپنے بلایا
اور کہا کہ کیونکر کہا تو نے آیا پشت کی جانب سے قبل مین پس ٹھیک ہے یا پشت کیجانب سے دبر مین
پس نہین جائز ہے - بیشک اللہ شرم نہین کہتا حق سے جماع نہ کرو عورتون سے اونکی دبر مین - پس
ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ امام شافعی ہرگز اس فعل قبیح کے قائل نہ تہے بلکہ اس فعل کو ممنوع اور حرام
جانتے تہے -

قولہ نمبر ۶ - اخرج ابن جریر عن ابی ملیکۃ الخ اسکا جواب چند وجوہ سے ہے **اول** یہہ کہ ابن جریر کی
کیفیت پہلے بیان ہوئی ہے کہ ابن جریر دو شخص ہین ایک شیعہ دوسرے سنی - پس اس روایت مین
احتمال ہے کہ یہہ ابن جریر شیعی ہے فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال - **دوسرے** یہہ کہ نسخہ قدیمہ
درمنثور مین یہہ روایت نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو مخالف نے بسبب اشتراک ابن جریر اپنی
کتاب سے نقل کرکے کتاب درمنثور مین درج کیا تاکہ عوام اہل سنت والجماعۃ کو دام مین لاکر الزام دین مگر
ناقدین نے جب ایسی حدیثونکو امتحان کی کسوٹی پر گہسا تو کہوٹا و ناقص پایا - اسیوجہ سے درجہ اعتبار سے
ساقط کیا - **تیسرے** یہہ کہ بغرض محال اگر مان لیا جاے کہ یہہ حدیث درمنثور مین ہے تو ہم اس کتاب کی
کل حدیثون کے صحیح ہونے کے قائل کب ہین اور الزام اوسوقت دیا جاتا ہے کہ جب خصم اوس امر کو

تسلیم کرتا ہو۔ چنانچہ یہہ امر اپنے مقام پر مسلم ہو چکا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہہ حدیث بھی رد کی گئی اور واضح ہو گیا کہ وطی فی الدبر حرام ہے۔

قولہ نمبر ۷۔ فخر رازی (المسالۃ الثالثۃ الخ اس جگہہ سایل نے بہر دہوکا دیگر بخیال خویش اپنا مطلب تراشلیا ہے چنانچہ تفسیر فخر رازی جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۰ مین منقول ہے۔ (المسالۃ الثالثۃ) قال الشافعی رحمۃ اللہ اذا تزوج الرجل بامہ و دخل بہا یلزمہ الحد وقال ابو حنیفہ رحمۃ اللہ لا یلزمہ۔ حجۃ الشافعی۔ ان وجود ہذا النکاح وعدمہ بمثابۃ واحدۃ فکان ہذا الوطء زنا محصنا فیلزمہ الحد لقولہ تعالی الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ انما قلنا ان وجود ہذا النکاح وعدمہ بمثابۃ واحدۃ لانہ تعالی قال حرمت علیکم امہاتکم وقد علم بالضرورۃ من دین محمد علیہ الصلاۃ والسلام ان مراد اللہ تعالی من ہذہ الآیۃ تحریم نکاحہا واذا ثبت ہذا فنقول الموجود لیس الا صیغۃ الایجاب والقبول فاو حصل ہذا الانعقاد۔ فاما ان یقال انہ حصل فی الحقیقۃ او فی حکم الشرع۔ والاول باطل لان صیغۃ الایجاب والقبول کلام وہو عرض لا یبقی والقبول لا یوجد الا بعد الایجاب وحصول الانعقاد بین الموجود والمعدوم محال والثانی باطل لان الشرع بین فی ہذہ الآیۃ بطلان ہذا العقد قطعا ومع کون ہذا العقد باطلا قطعا فی حکم الشرع۔ کیف یمکن القول بانہ منعقد شرعا فثبت ان وجود ہذا العقد وعدمہ بمثابۃ واحدۃ واذا ثبت ذلک فباقی التصریع والتقریر ما تقدم۔ ترجمہ (مسئلہ تیسرا) کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جب کسی شخص نے اپنی ماں سے نکاح کیا اور دخول کیا اوسپر حد شرع لازم ہوتی ہے اور کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حد نہین لازم ہوتی ہے۔ (بلکہ تعزیر ہو گی) حجت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ ہے کہ تحقیق وجود اس نکاح کا اور عدم وجود اسکا ایکہی سا ہے پس یہہ وطی خالص زنا ہو گی۔ پس لازم ہو گی اوسپر حد بسبب فرمانے اللہ تعالی کے کہ زانی عورت اور زانی مرد پس مارو سو کوڑے ہر ایک کو اور یہہ جو ہمنے کہا کہ تحقیق وجود اس نکاح کا اور عدم وجود اس کا ایکہی سا ہے بوجہ اس کے کہ فرمایا اللہ تعالی نے حرام کی گیئن مابین تمہاری اوپر تمہارے۔ و تحقیق دین محمد سے ضروریات کا علم ہو گیا مراد اللہ تعالی کی اس آیت سے حرام ہونا نکاح کا اوس سے (ماں سے) ہے جب یہہ ثابت پس ہم کہتے ہین کہ وجود نکاح کا نہین ہوتا ہے مگر ایجاب و قبول سے۔ پس اگر حاصل ہوا یہہ انعقاد کہا جائیگا کہ وہ حقیقت مین ہے یا حکم شرع مین ہے۔ اور اول شق باطل ہے اسوجہ سے کہ ایجاب و قبول کلام ہے اور وہ عرض ہے نہین باقی رہتا ہے اور قبول

نہین پایا جاتا ہے مگر بعد ایجاب کے۔ اور حاصل ہونا انعقاد کا موجود اور عدم موجود نکاح مین محال ہے۔
اور دیگر شق اس سبب سے باطل ہے کہ شرع نے اس آیتہ مین بطلان اس عقد کا ظاہر کر دیا ساتھہ ہی اسکے
اوس عقد کا ہونا حکم شرع مین قطعی باطل ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے یہہ بات کہ یہہ عقد شرعاً ہوا اور ثابت ہو گیا
اس عقد کا وجود و عدم وجود ہونا مساوی ہین۔ اور جب یہہ ثابت ہو گیا تو باقی رہی تصریع و
تقریر با تقدم انتہیٰ۔

اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ امام فخر الدین رازی کا کیا یہی مطلب ہے جو سایل صاحب نے تراش خراش کر
جوڑ لگایا ہے یا برعکس ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اسیقدر جواب سوال ہفتم کا کافی ہے لیکن بنظر وضاحت
التماس ہے کہ ہرگز یہہ مسئلہ قابل طعن نہین ہے بلکہ یہی حق ہے۔ سایل نے جو اس مسئلہ مین لا یلزمہ الحد کا
ترجمہ (نہین لازم ہے اوس آدمی کیواسطے کوئی سزا) کیا ہے محض غلط ہے ہرگز ہرگز اسکا یہہ ترجمہ نہین ہے
نہ اصطلاح فقہا مین یہہ ترجمہ ہے اور نہ کتب لغت مین یہہ ترجمہ ہے۔ مترجم صاحب کا من گڑھت ہے۔
اسلئے کہ حد باعتبار لغت کے چند معنو نمین مستعمل ہے منجملہ اون معنونکے ایک معنی انتہا کے ہین اور دوسرے
اندازہ کرنے کے اور اسکے سوا بھی ہین اور لغوی معنون سے کوئی وہ معنی نہین ہین جسکو مترجم صاحب نے
بیان فرمایا ہے مترجم صاحب نے دہوکا دینے کے واسطے غلط ترجمہ کیا ہے۔ اگر اسکا ترجمہ لغوی یا جو
اصطلاح فقہا مین ہے وہ کئی ہوتے تو ہرگز دہوکا نہوتا۔ اور ہمارے مدعا کے خلاف نہوتا بلکہ وہ عین
مدعا ہوتا اسلئے کہ باعتبار لغت کے اسکا یہہ ترجمہ ہوگا (نہین لازم ہے اوسکو حد) اس جملہ مین حد کی
نفی ہے نہ سزا کی تو معنی یہہ ہوئے کہ ایسے شخص کی سزا کیلئے انتہا نہین ہے۔ اور حد کے معنی لغت مین انتہا یا
اندازہ وغیرہ کے ہین پس خلاصہ مضمون اس عبارت کا یہہ ہوا کہ جو شخص نکاح کرے اپنی مان سے اور
اوس سے وطی کرے تو اوسکے سزا کی انتہا یا اندازہ نہین ہے یعنی اوس شخص کی ایسی سزا کرنا چاہیے جو زانی کی
سزا مقرر ہے اوس سے سخت تر تا کہ فرق ہو جائے زانی محرم و زانی غیر محرم کے درمیان ہذا علی تقدیر المعنی
اللغوی۔ اگر اس جملہ مین حد کے معنی اصطلاح فقہا کے لئے جائین تو بھی یہی مآل ہوگا اسلئے کہ فقہا کے
نزدیک حد وہ سزا ہے جسکو شارع نے معین طور پر مقرر کیا ہے اللہ کے حق کیلئے جیسا کہ کنز الدقائق
مین ہے۔ الحد عقوبة مقدرة للہ تعالیٰ۔ ترجمہ حد سزا معین ہے اللہ تعالیٰ کے حق کے لئے۔ اسکا
یہہ مطلب نہین ہے کہ جسکی سزا مقرر نہو اوسکے لئے کوئی سزا ہی نہین ہے اگر یہہ مطلب ہو تو لازم آئیگا کہ
قتل کے عوض مین قتل بھی نہو اور تعزیر کے جرم مین تعزیر بھی نہو اسلئے کہ اسکو بھی فقہا نے کہا ہے کہ حد

نہین ہے باوجودیکہ اسمین سزا ضرور ہے جیساکہ **شرح وقایہ** مین ہے الحد عقوبۃ مقدرۃ یجب حقا للہ تعالی
فلا التعزیر ولا قصاص حداما التعزیر فلعدم التقدیر واما القصاص فلانہ حق ولی القصاص ۔ ترجمہ حد سزا
متعین ہے جو حق اللہ کیلئے واجب ہے پس تعزیر اور قصاص حد نہین ہے لیکن تعزیر اسوجہ سے کہ وہ مقرر
نہین ہے اور لیکن قصاص پس اسوجہ سے کہ وہ قصاص کے مالک کا حق ہے انتہی ۔ پس اس سے یہہ نہین لازم آتا
کہ تعزیر اور قصاص کوئی سزا ہی نہین ہے نفی حد سے نفی سزا سمجھنا محض بے عقلی ہے ۔ بلکہ امام اعظم رحمۃ اللہ
فرماتے ہین کہ ایسے شخص کو قتل کرنا چاہیئے اور اوسکا مال لے لینا چاہیئے جیساکہ **عمدۃ الرعایہ** مین ہے
انما یقول بسقوط حد الزنی عمن نکح بمحرم ووطیہ لا بعدم وجوب تعزیر علیہ بل یجب عندہ علی الامام
ان یقیم علی مثل ہذا الخبیث تعزیرا جسیما یراہ علی حسب تمردہ یاخذ المال او ضرب العنق او نحو ذلک
یعنی امام صاحب ساقط کرتے ہین حد زنا کی اوس شخص سے جسنے نکاح کیا اپنی ذات محرم کے ساتھہ اور
اوس سے وطی کیا نہ یہہ کہ عدم تعزیر کے قایل ہین بلکہ واجب ہے امام صاحب کے نزدیک یہہ کہ قایم کرے
امام ایسے شخص خبیث کے اوپر وہ سزا جو اوسکی سرکشی کے مناسب ہو مال لیلینا یا قتل کرنا
یا اسکے مثل ۔ خلاصہ اس عبارت کا یہہ ہوا کہ جو زنا کی حد مقرر ہے یعنی امام زانی کو میدان مین
لیجائے اور سنگسار کرے اسطرحپر کہ پہلے گواہ زانی کو پتہر سے مارین بعدہ امام مارے اوسکے بعد
دوسرے لوگ مارین یہانتک کہ مرجائے تو ان قیود کے ساتھہ زانی محرم کی سزا نہین ہے
بلکہ اوسکو جس نوع سے چاہین مار ڈالین ۔ اور یہہ ضرور نہین کہ جو فعل حرام کا مرتکب ہو اوسپر
حد واجب ہو ۔ دیکھو اگر کوئی شخص سور کا گوشت کہالے یا خون پی لے تو اوسپر حد نہین ہے
باوجودیکہ زنا سے یہہ فعل برا ہے بلکہ اوسپر تعزیر ہے جیساکہ **عمدۃ الرعایہ** مین ہے الا تری
الی ان شرب الدم واکل الخنزیر ونحوہما من المحرمات مع کونہا اشد من الزنی لا حد فیہا مع
وجوب التعزیر فیہا ۔ ترجمہ آیا نہین دیکہتا ہے تو اسبات کی طرف کہ خون کا پینا اور سور کا کہانا
اور ان دونون کے مثل محرمات سے باوجودیکہ وہ زنا سے برا ہے اسمین حد نہین ہے اور
تعزیر واجب ہے معہذا امام اعظم صاحب کے سوا آیمۂ ثلثہ اور صاحبین انلوگون کے نزدیک حد ماری
جائیگی اور مذہب حنفی مین صاحبین کے قول پر فتوی ہے جیساکہ **عمدۃ الرعایہ** مین ہے وفی الخلاصۃ
الفتوی علی قولہما یعنی خلاصہ مین لکھا ہے کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے ۔ پس ثابت ہوا کہ ایسے
شخص کی سزا سخت تر ہے اور جن لوگون نے کہا کہ امام صاحب کے نزدیک ایسے شخص کی سزا نہین ہے

اوس نے امام صاحب پر جہوٹہہ باندہا ہے بلکہ مذہب مخالف مین البتہ اونکے معتبر راویون نے اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ جو شخص ماں یا بیٹی یا بہن سے مجامعت کریگا تو اوسکو ثواب عظیم حاصل ہوگا خواہ نکاح کرکے ہو یا بلا نکاح کے چنانچہ صاحب **تحفہ اثنا عشریہ** نے فرمایا ہے کہ ابن بابویہ و ابن طاؤس وغیرہ آیہ کریمہ لا یسأل عن ذنبہ انس ولا جان کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ شیعان علی کے گناہ حضرت علی اپنی ولایت کے عوض مین نیکی سے بدل دینگے اور قیامت کے روز کسی طرح کے گناہ سے سوال نہوگا پس اس سے معلوم ہوا کہ شیعان علی کوئی گناہ کرینگے اوسکے عوض مین نیکی اونکو ملیگی اسلئے کہ زنا کرنا ماں سے گناہ ہے اور کل گناہ آپکے مذہب پر نیکی ہے پس ماں سے زنا کرنا آپکے مذہب پر نیکی ہے۔ پس شکل اول بدیہی الانتاج سے ثابت ہوا کہ آپکے مذہب پر زنا کرنا ماں سے خواہ بہن سے خواہ بیٹی سے بہت ہی ثواب رکہتا ہے اور الزام ہم اہل سنت والجماعت پر ناحق وافترا محض ہے۔

قولہ نمبر ۸ ۔ قال ابو حنیفہ الخ۔ اس سوال مین سایل نے دو جملے چنکر لکہدیئے اور اپنا مطلب لگالیا پوری بحث دیکہنے سے ناظرین خود انصاف کرسکتے ہین کہ امام فخر الدین رازی کا مطلب کیا ہے

تفسیر کبیر جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۳ تحت آیہ مذکور (النوع الثانی) من المحرمات البنات وفیہ مسالتان (المسالۃ الاولی) کل انثی یرجع نسبہا الیک بالولادۃ بدرجۃ او بدرجات باناث او بذکور فہی بنتک اما بنت الابن وبنت البنت فہل تسمی بنتا حقیقۃ او مجازا فالبحث فیہ عین ما ذکرنا فی الامہات (المسالۃ الثانیۃ) قال الشافعی رحمۃ اللہ البنت المخلوقۃ من ماء الزنا لا تحرم علی الزانی وقال ابو حنیفہ تحرم حجۃ الشافعی انہا لیست بنتا لہ فوجب ان لا تحرم انما قلنا انہا لیست بنتا لہ لوجوہ (الاول) ان اباحنیفہ اما ان یثبت کونہا بنتا لہ علی الحقیقۃ وہی کونہا مخلوقۃ من مائہ او بناء علی حکم الشرع بثبوت ہذا النسب الاول باطل علی مذہبہ طردا وعکسا اما الطرد فہو انہ اذا اشتری جاریۃ بکرا و افتضہا وحبسہا فی دارہ فاتت بولد فہذا الولد معلوم انہ مخلوق من مائہ مع ان اباحنیفہ قال لا یثبت نسبہا الا عند الاستلحاق ولو کان النسب ہو کون الولد متخلقا من مائہ لما توقف فی ثبوت ہذا النسب بغیر استلحاق ۔ واما العکس فہو ان المشرقی اذا تزوج بالمغربیۃ وحصل ہناک ولد فابو حنیفہ اثبت النسب ہنا مع القطع بانہ غیر مخلوق من مائہ فثبت ان القول بجعل التخلیق من مائہ سبب للنسب باطل طردا وعکسا علی قول

ابی حنیفہ واما اذا قلنا النسب ان النسب انما یثبت بحکم الشرع فہہنا اجمع المسلمون علی انہ لا نسب لولد الزنا من الزانی۔ ولو ان نسب الی الزانی لوجب علی القاضی منعہ من ذلک الانتساب فثبت ان انتسابہا الیہ غیر ممکن لا بناء علی الحقیقۃ ولا بناء علی حکم الشرع (الوجہ الثانی) التمسک بقولہ علیہ الصلواۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر فقولہ الولد للفراش یقتضی حصر النسب فی الفراش (الوجہ الثالث) لو کانت بنتا لہ لاخذت المیراث لقولہ تعالیٰ للذکر مثل حظ الانثیین ولثبتت لہ ولایۃ الاجبار لقولہ علیہ الصلواۃ والسلام زوجوا بناتکم الاکفاء ولوجب علیہ نفقتہا وحضانتہا ولحل الخلوۃ بہا فلما لم یثبت شیء من ذلک علمنا انتفاء البنتیۃ او لا اجل ان الزنا لوجب حرمۃ المصاہرۃ وہذا الحصر ثابت بالاجماع والبنتیۃ باطلۃ کما ذکرنا وحرمۃ المصاہرۃ بسبب الزنا ایضا باطلۃ کما تقدم شرح ہذہ المسئلۃ فثبتت انہا غیر محرمۃ علی الزانی واللہ اعلم۔ یہہ اعتراض محض فضول اور عبث ہے اس اعتراض سے کوئی الزام ہمپر عاید نہین ہوتا اسلئے کہ مرد زانی کو اپنی زانیہ کی لڑکی سے نکاح کرنے مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک جو لڑکی زانیہ سے پیدا ہوئی وہ زانی کی لڑکی قرار پاتی ہے اور بعض کے نزدیک زانی کی لڑکی نہین قرار پا سکتی تو جسکے نزدیک زانی کی لڑکی نہین قرار پائیگی اوسکے مذہب پر اوس لڑکی سے زانی نکاح کر سکتا ہے بلکہ صحیح تر یہی ہے اس لئے کہ اولاد کی تعریف یہہ ہے جو زوجین سے مولود ہون اور زانی زانیہ پر لفظ زوجین صادق نہین آتا پس معلوم ہوا کہ وہ لڑکی حقیقت مین زانی کی لڑکی نہین ہے اور جب لڑکی زانی کی نہین ہے تو محرمات مین داخل نہ ہوئی پس نکاح زانی کا اوس سے جایز ہوگا۔ تعجب ہے کہ حضرات شیعہ اہل سنت والجماعت کے اماموں پر طعن کرتے ہین کہ وہ مان کے ساتھہ نکاح کرنے اور صحبت کرنے پر حد شرع جاری کرنے کے قائل نہین ہوئے۔ حالانکہ حد اور تعزیر اور قصاص وغیرہ اصطلاح فقہا سے واقف نہین جسکی تشریح اس رسالہ مین مختصراً بیان کی گئی ہے۔ اور باوجود اسکے شیعونکی صحیح حدیث مین یہہ پایا جاتا ہے کہ نکاح کے لئے نہ ایجاب و قبول بصیغہ نکاح شرط ہے نہ نیت نکاح شرط ہے اگر تنہائی مین بہ نیت زنا کے عورت مرد راضی ہو جائین تو وہ بہی زنا نہین بلکہ نکاح ہے فروع کافی کی کتاب النکاح مین عبدالرحمن ابن کثیر نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (فروع کافی جلد ثانی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۹۸) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاءت امراۃ الی عمر فقالت انی زنیت فطہرنی فامر بہا ان ترجم فاخبر بذلک امیر المومنین صلوات اللہ علیہ فقال کیف زنیت فقالت

مررت بالبادیۃ فاصابنی عطش شدید فاستقیت اعرابیاً فابی ان لیقینی ولا ان اسکنہ من نفسہ فلما اجہدنی العطش وخفت علی نفسی سقانی اسکنتہ من نفسی فقال امیر المومنین تزویج ورب الکعبۃ ترجمہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اور اوسنے کہا کہ مجھہ سے زنا سرزد ہوگیا تم اس گناہ سے مجھکو پاک کرو عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکو سنگسار کرنیکا حکم دیا امیر المومنین کو اس قصہ کی خبر ہوئی تو اونہون نے پوچھا کہ تو کسطرح زنا مین مبتلا ہوئی اوسنے کہا کہ مین جنگل مین گئی تہی وہان مجھکو سخت تشنگی واقع ہوئی مین نے ایک گاؤن والے سے پانی مانگا اوسنے کہا کہ جبتک تو مجھہ سے راضی نہو جائے اوسوقت تک پانی نہ دونگا جب مجھے اپنی جان نکا خوف ہوا تو اوسنے مجھے پانی پلادیا اور مین اوسکی خواہش پر راضی ہوئی یہہ سنکر امیر المومنین نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم یہہ تو نکاح ہے۔ یہہ مسئلہ تو متعہ سے بڑہ گیا متعہ مین ایک مدت معین تک معاہدہ تو ہوتا تہا اسمین کسی قسم کا معاہدہ نہین اور اس روایت کے مطابق فساق خوز نان بازاری سے زنا کرتے ہین سب جایز ہوا او منظور ہے کہ سیمتنون کا وصال ہو + مذہب وہ چاہیے کہ زنا بہی حلال ہو + **وَهُوَالمراد** اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ اولاً تو کل یہہ اعتراض مخالفین کے اعتراض ہی نہ تہے اگر بزعم مخالفین تہے بہی تو اونکی تردید کیلئے یہہ تحریر کافی ہوئی۔ اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ سایل کہتا ہے کہ ہمارے مذہب مین ایسے واہی مسایل نہین ہین سایل کا یہہ کہنا محض غلط ہے یہہ وہی مثل ہے کہ اولٹے چور کوتوال کو ڈانٹے۔ جنابمن مذہب مخالف مین تو ایسے ایسے مسایل ناگفتنی بہ ہین کہ جسکے بیان سے زبان لرزتی ہے چونکہ سایل نے انکار کیا ہے اسلئے مشتے نمونہ از خروارے چند مسایل اونکے پیش خدمت کرنا ضروری ہے ناظرین اونکی دروغگوئی کو ملاحظہ فرمائین۔

من لایحضرہ الفقیہ جو مذہب مخالف مین معتبر و مستند بلکہ دار و مدار انکے دین و ایمان کا اسی کتاب پر ہے (جسکا جی چاہے حرف بحرف کتاب سے مقابلہ کرلے) لکھا ہے سال علی بن جعفر اخاہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام عن البیت یبال علی ظہرہ ویغتسل من الجنابۃ ثم یصیبہ المطر ایوخذ من مائہ فیتوضأ بہ للصلوۃ فقال اذا جری فلا باس بہ۔ **ترجمہ** سوال کیا علی ابن جعفر نے اپنے بہائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے کہ ایک مکان ایسا ہے کہ اوسکی چہت پر پیشاب کیا جاتا ہے اور جنابت کا غسل کیا جاتا ہے اگر اوسپر پانی برسے اور نیچے آئے تو اوس سے وضو کیا جائے پس فرمایا

کہ اگر پانی بہنے لگے تو اوس سے وضو جایز ہے۔ وسألہ عن الرجل یمر فی ماء المطر وقد صب فیہ خمر

فاصاب ثوبہ ہل یصلی فیہ قبل ان یغسلہ فقال لا یغسل ثوبہ ولا رجلہ ویصلی فیہ ولا باس بہ

سوال کیا علی ابن جعفر نے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے کہ ایک مرد بارش کے پانی مین چلتا ہے

اور اوس پانی مین شراب گرائی گئی ہے پس کپڑے مین لگی آیا بلا دہوئے ہوئے اوس کپڑے سے

نماز پڑہنا جایز ہے۔ پس فرمایا کہ نہ دہوئے اپنے کپڑے کو اور نہ پانؤن کو اور نماز پڑہے اوسی

کپڑے مین۔ کوئی حرج نہین ہے۔ فان دخل رجل الحمام ولم یکن عندہ ما یغرف بہ ویداہ قذرتان

ضرب یدہ فی الماء وقال بسم اللہ وہذا مما قال اللہ عز وجل وما جعل علیکم من حرج وکذا الجنب

اذا انتہی الماء القلیل فی الطریق ولم یکن معہ ما یغرف بہ ویداہ قذرتان یفعل مثل ذلک۔

ترجمہ اگر داخل ہوئے مرد حمام مین اور اوسکے پاس ایسی چیز نہین ہے جس سے پانی نکالے اور اوس کے

دونون ہاتہہ مین نجاست لگی ہے تو ڈالدے اپنے ہاتہہ کو پانی مین اور کہے بسم اللہ اور یہہ اوس

چیز سے ہے کہ کہا ہے خداوند غالب بزرگ نے اور نہین کیا گیا تمپر حرج اور اسطرح کرے وہ شخص

جسپر غسل واجب ہے جبکہ راہ مین اوسکو تہوڑا پانی ملے اور اوسکے پاس ایسی چیز نہو جس سے پانی نکالے

اور اوسکے دونون ہاتہہ مین نجاست لگی ہو کرے مثل اسکے۔ واکبر ما یقع فی البیر الانسان فیموت فیہا

فینزح منہا سبعون دلوا واصغر ما یقع فیہا الصعوۃ فینزح منہا دلو واحد وفیما بین الانسان

والصعوۃ علی قدر ما یقع فان وقع فیہا فارۃ ولم تتفسخ ینزح دلواً واحداً واذا تفسخت فسبع

دلاء فان وقع فیہا کلب نزح منہا ثلثون دلواً الی اربعین دلواً وان وقع فیہا سنور نزح منہا

سبعۃ دلاء۔ ترجمہ کوئین مین گرنیوالی چیزونمین سے بڑی چیز انسان ہے اگر انسان کوئین مین گر کر مرجائے

تو ستر ڈول پانی نکالا جائیگا اور انسان اور ممولا کے درمیان جو چیز مین گرینگی تو اونکے مقدار سے

پانی نکالا جائیگا اگر چوہا گرجائے اور پہولے نہین تو ایک ڈول پانی نکالا جائیگا اور جب پہول جائے

تو سات ڈول اگر کوئین مین کتا گرجائے تو تیس ڈول سے چالیس ڈول تک پانی نکالا جائیگا اگر بلی

گرے تو سات ڈول۔ وان بال فیہا رجل استقی منہا اربعون دلواً وان بال فیہا صبی قد اکل الطعام

استقی منہا ثلث دلاء وان کان رضیعا استقی منہا دلو واحد وان وقع فی البیر زنبیل من عذرۃ

رطبۃ ویابسۃ او زنبیل من سرقین فلا باس بالوضوء منہا ولا ینزح منہا شیء ہذا اذا

کانت فی زنبیل ولم ینزل شیء منہ فی البیر وقعت فی البیر عذرۃ استقی منہا عشرۃ دلاء

فان ذابت فیہا استقی اربعون دلوًا الی خمسین دلوًا - ترجمہ اگر کوئین مین مرد پیشاب کردے تو چالیس ڈول پانی نکالا جائیگا - اگر لڑکے نے پیشاب کردیا جو غذا کرتا ہے تو تین ڈول - اگر دودہ پینے والے نے پیشاب کیا تو ایک ڈول - اگر کوئین مین جہوری گرے جسمین نجاست گیلی یا سوکہی یا گوبر تہا تو اوس پانی سے وضو کیا جاے کوئی حرج نہین اور کوئین سے پانی نکالنے کی ضرورت نہین - یہہ اوسوقت ہے جب نجاست جہوری کے اندر ہے اگر جہوری سے نکلکر پانی مین ملگئی تو دس ڈول پانی نکالا جائیگا - اگر نجاست پانی مین خوب گہل جاے تو چالیس ڈول سے پچاس ڈول تک وسئل الصادق علیہ السلام من جلد الخنزیر یجعل دلوًا یستقی بہ الماء فقال لا باس بہ - ترجمہ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچہا گیا کہ سور کے چمڑے سے ڈول بنا کر اوس سے پانی پینا کیسا ہے - امام جعفر صادق نے فرمایا کہ کوئی حرج نہین ہے - قال الصادق علیہ السلام فی المدینۃ بیر وسط مزبلۃ فکانت الریح تہب فتلقی فیہا القذر وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضا منہا - یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مدینہ مین ایک کوان تہا مزبلہ کے بیچ مین (مزبلہ اوس مقام کو کہتے ہین جہان کوڑا - پیخانہ - پیشاب - نجاست پہینکی جاتی ہے) کہ ہوا گندگیونکو کوئین مین ڈالتی تہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے وضو کرتے تہے - وسال کردویہ الہمدانی ابا الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام عن بیر یدخلہا ماء الطریق فیہ البول والعذرۃ وابوال الدواب وارواثہا وخرء الکلاب فقال ینزح منہا ثلثون دلوًا - ترجمہ سوال کیا کردویہ ہمدانی نے ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے کہ ایک کنوان ہے جسمین پانی راستہ کا بہ کر جاتا ہے اور اوس پانی مین پیشاب و گندگی اور چارپایہ کا پیشاب اور لید اور کتے کا پاخانہ ملا رہتا ہے پس فرمایا کہ اوس کنوئین سے تیس ڈول پانی نکالا جائیگا یہہ کل روائتین من لایحضرہ الفقیہ کی ہین جو کہ انکے مذہب کا مدار اسی کتاب پر ہے اور اس قسم کے مسائل مستکرہ سے یہہ کتاب پر ہے - بخوف طوالت واگذاشت ہوئے -

آب چند مسائل دوسری کتابونسے ہدیہ ناظرین ہین ملاحظہ فرمائین -

صاحب طعن اللسان نے تحفہ سے نقل کیا ہے کہ شیعہ کے نزدیک پیشاب کرنیکے وقت ڈاڑہی یا مونچہہ پر یا کپڑے یا رخسارہ پر پیشاب یا مذی کے قطرے پڑجائین تو دہونیکی ضرورت نہین ہے نماز صحیح ہوگی اور طعن اللسان مین ہے کہ اگر آش بقدر تین پاؤ کے پکائین اور اوسمین ایک پاؤ دم مسفوح یا گدہے یا گہوڑے کا پیشاب ڈالدین تو نجس نہین ہے - اوسکا

کہانا حلال ہے۔ اور اسی کتاب مین ہے کہ **حلّی** نے تذکرہ مین لکھا ہے کہ جس روٹی کا خمیر نجس
پانی سے بنا ہو وہ روٹی پاک ہے اور جو پانی بقدر کر کے ہو اور اوسمین آب استنجا اور خون اور
حیض اور مذی اور ودی اور جانوروں کے پائخانے بہت پڑے ہون اور گہل مل گئے ہون اور
کتے نے بہی پیشاب کیا ہو اگر اوس پانی سے آش یا فالودہ بنائین۔ اور روزہ افطار کرین تو
کچہہ قباحت نہین ہے (من لایحضرہ الفقہ مین لکہا ہے کہ کُر بارہ سو طل مدنی کا ہے) فی طعن اللسان
ابو جعفر طوسی وغیرہ نے لکہا ہے کہ اگر مصلی عین نماز مین خوبصورت عورت سے لپٹے اور نعوذ
پیدا ہوا اور سر ذکر کو محاذی سوراخ عورت کے رکہے اور مذی بہت سی نکلے یہانتک کہ ساق تک
آجائے تو نماز صحیح ہوگی۔
اور **جامع عباسی** وغیرہ مین لکہا ہے کہ انسان یا حیوان کا پائخانہ خشک ہو تو اوسپر نماز درست ہے
اور **قبقاب** مین ہے کہ پیپ لہو مذی ودی کے نکلنے سے وضو نہین جاتا فی من لایحضرہ الفقہ
کلما خرج من الطرفین من دم وقیح ومذی وودی وغیر ذلک فلا وضوء فیہ ولا استنجاء اور
ارشاد الاذہان مین ہے عورۃ الرجل قبلہ ودبرہ یجب سترہما مع القدرۃ ولو بالورق
والطین والمراد بالقبل القضیب والانثیان ذکرہ الشیخ الشہید۔ **ترجمہ** ستر عورت مرد کا
انکے یہان فقط ذکر اور دبر ہے اور انہین دونون کا چہپانا واجب ہے۔ اگر پتّے یا مٹی سے چہپا کر
نماز پڑہین تو جایز ہے۔ **کافی** کی کتاب الزی والتجمل جلد دوم کے صفحہ ۱۶۱ مین ہے۔ عن ابی
عبد اللہ قال النظر الی عورۃ من لیس بمسلم مثل نظرک الی عورۃ الحمار۔ روایت ہے امام جعفر سے
کہ فرمایا آپنے کہ جو مسلمان نہو اوسکی ستر عورت پر نظر کرنا ایسا ہے جیسے گدہے کے ستر پر نظر کرنا ہے
اور اسی کتاب کافی مین یہہ بہی ہے عن ابی الحسن الماضیؑ قال العورت عورتان القبل والدبر
اما الدبر فمستورۃ بالالیتین واما القبل فاسترہ بیدک **ترجمہ** امام موسی کاظم سے روایت ہے
کہ ستر عورت دو ہین ایک آگے اور ایک پیچہے۔ پیچہے کا ستر تو دونون سُرینونمین خود بخود چہپا ہوا ہے
اور سامنے کے ستر پر صرف ہاتہہ رکہہ لے۔ اور **استبصار** مین ہے سألت ابا عبد اللہ عن
الرجل یلعب بذکرہ فی الصلواۃ المکتوبۃ قال لاباس بہ۔ یعنی نماز مین خصیونکا اوچہالنا
اور قضیب سے کہیلنا جی بہلانا منافی نماز نہین۔
اور **قبقاب** مین ہے کہ **حلیۃ المتقین** باب ۲ فصل ۲ مین امام موسی کاظم سے مروی ہے

کہ عورت کی فرج کو چومنا چاٹنا خوب بات ہے۔

اور **کلینی** مین امام صادق سے مروی ہے کہ عورت کو برہنہ کر کے اوسکی ستر مغلظہ دیکھنا بہتر ین لذایذ مین سے ہے۔ اور اپنی ام ولد وغیرہ کی فرج کو غیر پر مباح کرنا جایز ہے **فی الارشاد** یجوز ان یبیح الامتہ وام ولدہ ومدبرہ ومملوکہ لغیرہ۔ عاریت دینا فرج کا جایز ہے۔

استبصار مین ہے سألت اباعبداللہ عن عاریۃ الفرج قال لاباس بہ۔ یعنی راوی کہتا ہے کہ مینے ابوعبداللہ سے پوچھا کہ عاریت دینا فرج کا کیسا ہے فرمایا کہ کوئی حرج نہین ہے۔ اور باجماع شیعہ وقف فرج جاریہ ایک خیر جاری ہے اور اوسکی خرچی نوش جان کرنا حلال وطیب ہے۔

افسوس کہ سایل نے دخول فی الدبر کا الزام ہملوگو نبر لگایا ہے حالانکہ یہہ مسئلہ مسلمہ حضرات اہل التشیع ہے اور اونکے آیمہ اسکے جواز کے قایل ہین چنانچہ امام جعفر یون ارشاد فرماتے ہین **استبصار** کے باب اتیان النساء فیما دون الفرج مین لکہا ہے سألت اباعبداللہ عن الرجل یاتی المرأۃ فی دبرہا فقال لاباس بہ۔ سایل کہتا ہے کہ مین نے دریافت کیا امام جعفر سے ایک شخص کا حال کہ وہ اپنی عورت کے پاس دبر کیطرف سے آتا تہا پس فرمایا حضرت امام نے کیا مضایقہ ہے یعنی کچہہ گناہ نہین ہے اور اسی کتاب مین یہہ بہی لکہا ہے۔ اذا اتی الرجل المرأۃ فی دبرہا ولم ینزل فلاغسل علیہما فان انزل فعلیہ الغسل ولاغسل علیہا۔ جب دخول کرے مرد عورت کی مقعد مین اور انزال نہوا ہو تو مرد اور عورت دونون پر غسل نہین ہے اور اگر انزال ہوا ہو تو صرف مرد پر غسل ہے اور عورت پر نہین انتہی۔ اس قسم کے مسائل اس کثرت سے اون کتب مین ہین کہ احاطہ وشوار ہے بالفعل ان چند مسایل پر اقتصار کردیا اگر آیندہ ضرورت ہوگی تو اور بہی ہدیہ ناظرین کیے جاینگے۔

وللہ الحمد علی احسانہ والصلوۃ علی سید الانبیاء وآلہ واصحابہ وعترتہ اجمعین ۞

قطعہ تاریخ از مؤلف رسالہ

لکہا احقر جو مین نے یہہ رسالہ
ہوئی تاریخ کی جب فکر مجہکو

کہا سب نے یہہ تہا ردِ روافض
کہا دل نے۔ کیسا ردِ روافض
۲۲ ۱۳ھ

تمت بالخیر